بشارت دی کہ اک بیٹا ہو تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کرونگا دور اُس مہ سے اندھیرا — دکھاؤنگا کہ عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی نمادی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار فاروق

ایڈیٹر و پراپرائٹر قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۱۹ء مطابق ۱۱ شوال سنہ ۱۳۳۷ھ | نمبر ۲۵

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔ اہل بیت حضرت مسیح موعود خیریت سے ہیں۔

(۲) عید کی نماز گرمی کی وجہ سے باغ میں ہوئی۔

(۳) ماسٹر علی محمد صاحب کے مکان پر عید کی رات کو چوری ہوگئی اس کی تفتیش پولیس کر رہی ہے۔

ماسٹر محمد زمان بہت خوبیوں کے آدمی تھے خدا جنات میں درجات بلند کرے۔

(۴) فوجی بھرتی کی تحریک پر احمدی جماعت کے افراد بڑھ بڑھ کے حصہ لے رہے ہیں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا یہی تقاضا ہے۔

(۵) جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی ۷ جولائی ظہر کے وقت قادیان میں تشریف لائے

"عید کی صبح"

ماسٹر محمد زمان کی قبر پر

صدر رحمتِ خدا ہو محمد زمان پر — اُس نیک دل مہاجر دارالامان پر
ہر وقت یہ خیال کہ تبلیغ دین کریں — ہر وقت ذکرِ سلسلہ اُن کی زبان پر
اک روح تھی پھنکی ہوئی جسمِ جسیم میں — اک رنگ تھا چڑھا ہوا جان و جنان پر
اک جوش تھا بھرا ہوا قلبِ سلیم میں — پہنچائے مشتِ خاک کو جو آسمان پر
آ آ کے یادِ حسن جہانتاب کی جھلک — گرتی ہیں بجلیاں سی دلِ ناتوان پر
پُر سوز داستانِ فراقِ حبیب ہے — چھالے سے پڑ گئے ہیں ہماری زبان پر

فریاد لب پہ آگئی باوصفِ عہدِ ضبط
ناراض ہوں نہ اکمل شیوا بیان پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

العبرۃ

معاملہ دینی ہے جھوٹ بولوں گا

چودھویں صدی کے مدعیانِ علم وفضل جو خدا کی طرف سے آئے ہوئے پاک مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر لوا نہیں آئے حقیقت یہ ہے کہ وہ سچی اور حقیقی تقویٰ اور نور سے کوسوں دور ہیں۔ اسکے ثبوت میں ایک واقعہ سناتا ہوں مستمعین کرام کے لیے زبردست عبرت کا سبق ہے

میں جب مدرسۃ البنات کانپور میں تھا اسوقت مولوی نثار احمد صاحب خلف مولانا احمد حسن صاحب کانپوری میرے پاس آئے اور کہا کہ میں نے مولوی عبدالماجد صاحب بدایونی کو جمال پور مونگیر کے جلسے کیلئے لکھا تھا۔ مگر انھوں نے جواب کچھ نہیں دیا اور جلسہ کی تاریخیں قریب آگئیں اس لیے آپ مع عبدالحامد (برادر مولوی عبدالماجد) میرے ساتھ جلسہ پر چلیں۔ اسی اثنار میں خاص لہجہ لطیفہ میں مولوی نثار احمد صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ "معاملہ دینی ہے جھوٹ بولوں گا" اور جلسہ والوں سے یہ کہونگا کہ مولانا عبدالماجد صاحب بیمار ہیں وہ نہیں آسکے۔ انکو اور اپنے بھائی کو بھیجا ہے۔

چنانچہ جمال پور پہنچکر ایسا ہی کیا۔ افسوس صد افسوس جمال اُن واعظ و ہادی کہلانے والے حضرات کے جو قوم اسلام کے راہبر اور پیشوا بنتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ او خویشتن گم است کرا رہبری کند ؛

(علی احمدی)

المرء یؤخذ باقرارہ

آپ کی دلچسپی کے لیے ایک حدیث شریف نقل کرکے بھیجتا ہوں۔ کتاب تلخیص الصحاح سے۔ اسکے حاشیہ پر عاجز کے بھائی صاحب محمد ابراہیم خاں کے اپنے قلم و ہاتھ سے جو نوٹ درج اُسکو ملاحظہ فرمادیں۔

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اولی الناس بابن مریم فی الدنیا والاخرۃ لیس بینی وبینہ نبی الخ

نوٹ۔ بدانکہ حقیقت حدیث لانبی من بعدی از این حدیث منکشف میشود چرا کہ از روئے آیۃ کریمہ واضرب لہم مثلاً اصحاب القریۃ اذ ارسلنا الیہم الخ وایضاً احادیث صحیحہ ثابت کہ بعد از حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیا و رسولاں بودہ اند۔ اما تابع دین عیسوی بودند یعنی صاحب کتاب نبودند و نبوت اوشاں فرع نبوت عیسیٰ علیہ السلام بود پس دعوی حضرت اقدس نیز بریں معنی است کہ من نبوت ظلی دائم از نبوت من فرع نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است فتدبر لہم بینی وبینہ نبی نیز اشارہ باین است کہ مابین من و مسیح آخر الزماں حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیچکس از اولیا اللہ را مرتبہ نبوت حاصل نخواہد بود و ایں مرتبہ مخصوص بہ حضرت مسیح الزماں است۔

حسن موسیٰ خاں احمدی اسٹریلیا

دیگر عرض ہے کہ یہاں کے شریر افغانوں نے عاجز کو بدنام کرنے کے خیال سے پولیس میں رپورٹ کردی ہے کہ فلاں قادیانی مجنون ہیں ایک مہینا پاگل خانہ میں رہا ہے اسطرح ہر ایک کوشش کے ساتھ عاجز کو بدنام و تنگ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہے رب کل شی خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی ؛

قدرتی طریق علاج اور بچے

بے زبان بچے جو اپنی بیماری زبان سے ظاہر نہیں کرسکتے عموماً ادویات کے الٹ پلٹ دیئے جانے کی کی وجہ سے یا تو طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر اپنے اعضائے رئیسہ کو کمزور کر لیتے ہیں اور یا ملک عدم کو سدھارتے ہیں۔ بچوں کے علاج کا سہل ترین طریقہ قدرتی طریق علاج ہے۔ اس سے بے زبان بچے اعضائے رئیسہ کو خراب کرنے کے خطرہ اور طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہونے سے بچ جاتے ہیں کیونکہ اس میں کسی دوائی وغیرہ کی ضرورت نہیں۔

جب بچہ رونا چلاتا ہو ایک چھوٹا سا برتن جس میں بچہ بیٹھ سکے لیکر تازہ پانی کوئیں سے کھینچا ہوا اس میں ڈال دیں۔ اور بچہ خواہ ایکدن کا ہو یا دو سال کا اُسی پانی میں بٹھا دیں اور ایک رومال سے دو منٹ اُس کا پیڑو ملیں یعنی پانی کے اندر دائیں بائیں اور نیچے سے اوپر تک جو مرض بچہ کو ہوگی دور ہو جائیگی۔ اور وہ خاموش ہو کر آرام سے سو جائیگا۔ لیکن دودھ پلانے والی عورت کو گرم اشیاء سے پرہیز کرایا جائے۔ یعنی جبتک یہ علاج کیا جاوے۔ دن میں دو بار موسم گرما میں اور سردی میں ایکبار کافی ہے۔ اور خیال رہے کہ بچے کا سر اور بازو پانی میں بھیگنے نہ پائے ٹانگیں چونکہ بچہ پانی سے باہر نہیں رکھ سکتا۔ اسلیے اُن کے بچانے کی ضرورت نہیں یہ طریق علاج کل امراض کے لیے کافی ہے۔ تجربہ کرکے دیکھ لیں عموماً بچے سوکھ کر کانٹا ہو جاتے ہیں اُنکے لیے یہ علاج مسیحا کا کام دیتا ہے جب پانی سے اُٹھا دیں تو کپڑے پہنا کر والدہ کی گود میں اُسے گرم کریں دودھ یا خوراک دینا ہو تو ایک گھنٹہ بعد دیں۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ دو منٹ سے زیادہ پانی میں نہ بٹھاویں اور دودھ دینے کے آدھ گھنٹہ بعد پانی میں بٹھا دیں اور دودھ پلا کر فوراً بٹھا دیں اور دودھ دینے کے آدھ گھنٹہ بعد پانی میں بٹھا دیں دودھ پلا کر فوراً نہ بٹھا دیں۔

میں پھر اس مضمون کو بغور مطالعہ کرنیوالوں کی خدمت میں مودبانہ التماس کیا چاہتا ہوں کہ وہ بچوں کو ادویات کھلانے پلانے سے پرہیز رکھیں۔ اور یہ علاج کریں بچہ تندرست اور خوبصورت ہوگا۔ میں اس طریق علاج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار فاروق

قادیان دارالامان ۱۰ جولائی ۱۹۱۹ء

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ثبوت

ایک مخالف کے قائم کردہ معیار سے

مولانا رشد صاحب فرماتے ہیں "مذہب کو وحی اور الہام کے ذریعہ ایسے اشخاص پر نازل فرمایا جو اپنے ارادے میں نہایت ہی مستقبل ہوں اور آس پاس کی سنی سنائی باتوں سے متاثر نہ ہوں حقیقت شناس دماغ اور آنکھیں رکھتے ہوں۔ ظلمت میں نور اور گمراہی میں ہدایت پھیلانے کے لیے ایک غیر مرعوب صاف سطوت دل رکھتے ہوں۔ مصائب جھیلنے کے لیے خوشی سے تیار ہوں حسن و قبح کے امتیاز کے لیے ان کے پاس ایسے معتدل حس ہو جسکو کوئی قوت باطل نہ کر سکے حقوق شناسی خالق مخلوق کے مراتب کی واقفیت میں کامل بصیرت رکھتے ہوں غرضیکہ ایسے اوصاف سے متصف ہوں جو ممکن سے ممکن انسانی وجود کے لیے قدرت نے تجویز کر دیئے ہیں تاکہ کسی قسم کی کمی یا زیادتی شریعت میں نہ ہونے پائے۔ یہی عصمت ہے جسکی وجہ سے انبیا معصوم کہلاتے ہیں۔ اور اسکی اطمینان کی بنا پر ہمکو قطعی حکم دیدیا گیا ہے کہ ہم ان کے احکام کے ماننے میں ہرگز تامل نہ کریں"

کاش یہ حقوق اور یہ تعریف جو آپنے عصمت انبیاء علیہم السلام کی ہے کسی نص صریح سے دکھا دیتے تو ہم آپ کے بہت ہی ممنون ہوتے۔

اگر ہم قبول کرلیں کہ جو اوصاف نبوت کے لیے آپنے بیان فرمائے ہیں صحیح ہیں۔ تو آپ کسطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے انکار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب اوصاف اُن کے وجود باجود میں پائے جاتے ہیں دعوی سے کہتا ہوں کہ انسان دیانت سے کام لیتا ہوا انکی سیرت یا چال چلن میں ذرا دھبہ نہیں لگا سکتا۔ اگر مخالفین کی شہادت آپ معیار قرار دیں گے تو پھر مسیحوں سے حضرات انبیاء کرام کے حال اور خصوصاً میرے سردار میرے حبیب میرے پیارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال پوچھیے اور یہودے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پوچھیے۔

حقوق شناسی خالق و مخلوق اگر معلوم کرنا چاہتے ہیں تو حضور کی کتب کا قرآن شریف کو چھوڑ کر کسی اور کتاب کے ساتھ مقابلہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جو غیر احمدی عیسائی اور آریہ اخبارات نے جو بیان کیا ہے اس کا خلاصہ انھیں کے الفاظ میں دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ جو اوصاف نبوت آپنے بیان کیے ہیں۔ وہ ان میں موجود تھے تو پھر آپ کو انکے تسلیم کرنے میں کیا عذر ہے۔ الم ر یوخذ باقرارہ۔

(۱) اخبار وکیل امرت سر "وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا۔ اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جسکی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی اور جسکی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیڑیاں تھیں۔ وہ شخص جو منہ سے دنیا کے لیے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شور قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا تھا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا۔ ایسے لوگ جنسے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو یہ تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا اور ایسے ساتھ مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جنرل کا فرض پورا کرتے رہنے کی محبت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جسنے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست و پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔ مرزا صاحب اس پہلی صف عشاق میں نمودار ہوئے تھے۔ جنھوں اسلام کے لیے ایثار گوارا کیا کہ ساعت مہر سے لیکر بہار و خزاں کے سارے نظارے ایک مقصد پر بال ایک مشاہدہ رعنا کے پیمان وفا پر قربان کر دیے۔

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحوں اور آریوں کے مقابلہ میں ان سے ظہور میں آیا قبول کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنیوالی نسلوں کو گرانبار احسان رکھیگی کہ انھوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اسوقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ انکے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے۔ مرزا صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب سوقت سے کہ سوامی دیانند نے اسلام کے متعلق اپنی دماغی فلسفی کے نوحہ خوانی جا بجا اغاز کی تھی۔ اس کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ ان حضرات نے عمر بھر سوامی جی کا قافیہ تنگ رکھا۔ جب وہ اجمیر میں آگ کے حوالے کئے گئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسوقت سے اخیر عمر تک برابر مرزا صاحب آریہ سماج کے چہرے سے انیسویں صدی کے ہندو رلفارم کا چڑھایا ہوا ملمع اُتارنے کے مصروف رہے انکی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعوے پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے آئندہ ہماری [illegible] کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جاسکیں۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذاہب غیر پر انکی نظر نہایت وسیع تھی۔ اور وہ اپنی ان معلومات کا نہایت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے۔ تبلیغ و تلقین کا یہ ملکہ انہیں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا کسی شرب و ملت کا ہو ان کے برجستہ جواب سے ایکدفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑ جاتا تھا ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے اور کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں ایسی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ سے نہیں مل سکتی۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں ان سب کے لیے حکم عدل ہوں۔ لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی اور یہ نتیجہ تھا انکی فطری استعداد کا ذوقی مطالعہ اور کثرت مشق کا آئندہ امید نہیں ہے کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اسطرح مذاہب کے مطالعہ میں صرف کر دے

۲۔ اخبار پیونیر الہ آباد کی رائے حضرت احمد قادیانی کے متعلق۔ اگر پچھلے زمانہ کے اسرائیل نبیوں میں سے کوئی نبی عالم بالا سے واپس آکر دنیا میں اسوقت تبلیغ کرے تو وہ بیسویں صدی کے حالات میں سے اس سے زیادہ غیر موزوں نہ معلوم ہوگا۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی معلوم ہوتے تھے۔ مرزا غلام احمد صاحب کو اپنے متعلق کبھی شک نہیں ہوا۔ ..... کہ ان پر الہام و الٰہی نازل ہوتا ہے اور کہ ان کو خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے گورنمنٹ انگریزی کے نیک رعیت اور وفادار حامی رہے۔ مگر بعض اوقات انکی فطرت کا دوسرا پہلو غالب آجاتا تھا جیسا کہ اس موقعہ پر ہوا جب انھوں نے حیرت زدہ بغب ولیڈن کو چیلنج دیا کہ نشانوں میں ان کا مقابلہ کرلے۔ جیسا کہ الیاس نبی نے بعل کے پیروں کو دیا تھا اور اس مقابلہ کا یہ نتیجہ قرار دیا کہ یہ فیصلہ ہو جائے کہ سچا مذہب کونسا ہے اور مرزا صاحب اسوقت یہاں تیار تھے کہ حالات موجودہ کے مطابق پادری صاحب جس طرح چاہیں اس امر میں اپنا پورا پورا اطمینان کر لیں کہ نشان کے دکھلانے میں کوئی دھوکہ یا فریب استعمال نہیں کیا گیا۔ اگر ارنسٹ زین مشہور فرانسیسی مورخ گذشتہ بیس سال کے اندر ہندوستان میں ہوتا تو وہ یقیناً مرزا صاحب کے پاس جاتا۔ اور انکے حالات مطالعہ کرتا اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ انبیاء بنی اسرائیل کے عجیب و غریب حالات پر ایک روشنی پڑتی۔ بہرحال قادیان کا نبی ایک ایسا انسان تھا جو ہمیشہ دنیا میں آیا نہیں کرتے۔ انکی روح کو سلامتی ہو۔

۳۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ مورخہ ۹ جولائی ۱۹۰۸ء کی رائے۔

مرزا صاحب فضل و شباہت میں معزز ہیں اور وجود میں ایک تاثیر جاذبہ رکھتے ہیں اور خوب تیز ذہن والے ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اگرچہ مسیح پیلستائن (شام) میں مصلوب ہوئے تھے مگر وہ وہاں فوت نہیں ہوئے بلکہ مشرق کو چلے گئے۔ اور آخر کشمیر کے دارالخلافہ سری نگر میں آپنے انتقال فرمایا۔ مسیح کے کئی ایک بار ظہور کے مسئلہ کو لیکر آپنے یہ تعلیم فرمائی کہ جیسے حضرت یسوع حضرت موسیٰ کے مسیح تھے ویسا ہی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مسیح ہوں۔ اور آپنے یہ دعویٰ کیا کہ مجھے خدا نے اس سچے ایمان کو واپس لانے کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔ جسے یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں نے بگاڑ دیا ہے۔ مرزا صاحب اس بات کے بھی مدعی تھے کہ میں نے کئی پیشگوئیاں کی ہیں اور یسوع سے بڑھکر معجزات دکھلائے ہیں پرانے خیالات کے مسلمان اس تعلیم کو ملحدانہ و کافرانہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب کے معتقدین میں صرف جاہل نہیں بلکہ بہت سے اعلیٰ درجہ کے لوگ اور تعلیم یافتہ ہیں یہ بات کہ سلسلہ پورا پورا با امن اور پابند قانون ہے۔ اسکے بانی کے لیے قابل فخر ہے۔

۴۔ اخبار زمیندار کی رائے۔

ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ ۱۸۸۱ء میں آپنے براہین احمدیہ کا اشتہار دیا ۱۸۹۲ء میں آپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا جسپر وہ اخیر عمر تک قائم رہے۔ بناوٹ و افترا سے بری تھے گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل یا معتقد ہونے کی عزت حاصل نہیں ہے مگر ہم اُن کو ایک پکا مسلمان سمجھتے ہیں مرزا صاحب اپنے بزرگوں کی طرح گورنمنٹ انگریزی کی پوری وفادار رعایا اور تمام ملکی بہی خواہوں کی طرح ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی اتفاق کے خواہاں تھے۔

۵۔ صادق الاخبار ریواڑی

چونکہ مرزا صاحب نے اپنی پرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو انکے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دیکر ہمیشہ کے لیے ساکت کر دیا ہے اور کر دکھلایا ہے کہ حق یہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کما حقہ ادا کر کے خدمت دین میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں کیا انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامی اسلام اور معین المسلمین فاضل اجل عالم بے بدل کی ناگہانی اور بیوقت موت پر افسوس کیا جائے۔

۶۔ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سنہ ۱۸۷۴ء سے سنہ ۱۸۷۶ء تک شمشیر قلم عیسائیوں آریوں۔ اور برہمو صاحبوں کے خلاف خوب چلایا۔ آپ نے سنہ ۱۸۸۱ء میں تصنیف کا کام شروع کیا آپ کی پہلی کتاب اسلام کے ڈیفنس میں تھی۔ جس کے جواب کے لیے آپنے دس ہزار روپیہ انعام رکھا تھا۔ آپ نے انیسویں صدی کے لیے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا سنہ ۱۸۸۹ء میں بعت لینی شروع کی۔ اور کئی دفعہ آپ کو کافر قرار دیا گیا۔ اور آپ اکثر مقدمات کیے گئے اور آپ نے اپنی تصنیف کردہ اسی کتابیں پیچھے چھوڑی ہیں جن میں سے بیشتر عربی زبان میں ہیں۔

بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا"

۷۔ میونسپل گزٹ لاہور۔

مرزا صاحب علم و فضل کے لحاظ سے خاص شہرت رکھتے تھے تحریر میں بھی روانی تھی بہر حال ہمیں اُنکی موت سے بحیثیت اس بات کے کہ وہ ایک مسلمان عالم تھے نہایت رنج ہوا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ایک عالم دنیا سے اُٹھ گیا۔

۸۔ رسالہ تہذیب النسواں لاہور۔

مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے ہم انھیں منصبًا مسیح موعود تو نہیں مانتے۔ لیکن انکی ہدایت و رہنمائی مردہ روحوں کے لیے واقعی مسیحائی تھی۔

۹۔ امرتا بازار پتر کا کلکتہ۔

وہ فقیرانہ طور پر زندگی بسر کرتے تھے اور سینکڑوں آدمی روزانہ ان کے لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔ ان کے مریدین میں ہر قسم کے لوگ فاضل مولوی یا خبر۔ رئیس۔ تعلیم یافتہ آدمی امیر و سوداگر تھے۔

۱۰۔ رسالہ ناندو۔ آریہ مت کا ایک رسالہ۔ اگست سنہ ۱۹۰۸ء

اگر ہم علی نہیں کرتے تو مرزا غلام احمد صاحب ایک صفت میں حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) صاحب سے بہت مشابہت رکھتے تھے اور وہ صفت انکا استقلال تھا۔ خواہ وہ کسی مقصود کو لیکر آیا تھا اور ہم خوش ہیں کہ آخری دم تک اسپر ڈٹے رہے۔ اور ہزاروں مخالفوں کے باوجود ذرا بھی لغزش نہیں کھائی۔ امید ہے کہ مرزا صاحب کے جانشین احمدی قوم کے شیرازے کو بگڑنے نہیں دینگے۔ بلکہ وہ ایک دل و جاں ہو کر مسلمانوں کو جہاد جیسے خطرناک مسائل سے نکالنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔

۱۱۔ ایڈیٹر البشیر اٹاوہ کی رائے۔

تاہم اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت اقدس کے اس زمانہ کے نامور مشاہیر میں سے تھے۔

اس ترقی علوم و فنون کے زمانہ میں درحقیقت یہ امر کچھ حیرت انگیز نہیں کہ ان کے کئی لاکھ ہم مع الاعتقاد مرید ایسے تھے جو ان کے ہر ایک حکم کو ہر ایک پیشگوئی کو وحی خیال کرتے تھے۔ ان مریدوں میں عوام الناس جہلا۔ پڑھے لکھے تھے۔ غریب و امیر۔ عالم و فاضل اور نئے تعلیم یافتہ غرضیکہ ہر ایک درجہ کے اور ہر حیثیت کے مسلمان موجود ہیں۔ جو درجہ کہ حضرت اقدس کا اپنے مریدوں کی جماعت پر تھا اس میں کچھ کلام نہیں کہ ہندو مسلمان کے مسلمانوں میں نہ بے اثر کسی مولوی اور نہ عالم و فاضل کو اپنے مریدوں معتقدوں پر تھا اور نہ کسی صوفی اور ولی اللہ کا اپنے مریدین پر تھا اور نہ کسی لیڈر اور نہ کسی ریفارمر کا اپنے مقلدین پر۔ چونکہ وہ مسلمان کی ایک جماعت کثیر کے پیشوا اور امام برحق تھے لہذا تہذیب مجبور کرتی ہے کہ ہم انکی عزت کریں اور اُن کے انتقال پر افسوس کریں۔

والفضل ماشہدت بہ الاعداء

جناب ارشد نے اُن اشخاص کے بارہ صاف بیان فرمائے جنپر خداوند عالم نے وحی یا الہام نازل فرمایا۔

(۱) اپنے ارادہ میں نہایت مستقل ہوں اور اس پاس کی سنی ہوئی باتوں سے متاثر نہ ہوں۔

اس کا ثبوت ایسا مضبوط دشمنوں کی گواہی سے ثابت ہے جس سے بڑھکر کوئی ثبوت ہو سکتا ہی نہیں۔ چنانچہ اس کا اقرار اندر آریوں کا رسالہ بایں الفاظ کرتا ہے مرزا غلام احمد ایک صفت میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صاحب سے بہت مشابہت رکھتے تھے اور وہ صفت اُن کا استقلال تھا۔

پھر پایونیر الہ آبادیوں اقرار کرتا ہے۔

کہ باوجودیکہ بیسویں صدی ہے۔ اس میں نبوت کوئی نہیں مانتا اور آج کل خیالات بالکل آزاد ہو گئے ہیں اور معجزات اور نشانوں کو عام طور پر لوگ استہزا سے دیکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی کلیم بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے اس بیسویں صدی میں آجاتا تو اس سے زیادہ غیر موزوں معلوم نہ ہوتا جیسے مرزا غلام احمد معلوم ہوتے تھے مگر وہ ان سنے سنائے خیالات سے بالکل متاثر نہ ہوئے اور انکو اپنے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا اور وہ کامل صداقت اور خلوص دل سے اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ انپر الہام الٰہی نازل ہوتا ہے اور کہ انکو خارق عادت طاقت بخشی گئی۔ والفضل ماشہدت بہ الاعداء۔

(۲) حقیقت شناس دماغ اور آنکھیں رکھتے ہوں۔

یہ صفت بھی حضور میں موجود تھی اگر حقیقت شناس دماغ اور آنکھیں نہ رکھتے تو کیسے عیسائیوں۔ آریوں۔ برہموں کے اعتراضات کا دنداں شکن جواب دیکر ہمیشہ کے لیے انکو ساکت اور لاجواب کر دیا۔ پڑھیے اخبار کیسل کی رائے صادق الاخبار کی رائے۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہے خوب تیز ذہن والے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) ظلمت میں نور گمراہی میں ہدایت پھیلانے کے لیے غیر مرعوب صاحب سطوت دل رکھتے ہوں۔ مصائب جھیلنے کے لیے خوشی سے تیار ہوں

یہ صفت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں نمایاں طور پر تھی۔ لاکھوں روحانی مردوں کو آپ نے زندہ کیا کفر و شک و شرک و توہم کی ظلمت سے نکال کر قرآن شریف کے نور کے ساتھ منور کر دیا۔ ہزاروں نو تعلیم یافتہ مسیحیت کا اصطباغ لینے کو تیار تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو بھیجا اور اس نے اس گمراہی سے نکال کر انکو ہدایت پر چلایا اور ثابت کر دیا کہ وہ دین حق اور ہدایت کے ساتھ آیا۔ رسالہ تہذیب النسواں میں لکھا ہے "لیکن انکی ہدایت و رہنمائی مردہ روحوں کے لیے واقعی مسیحائی تھی"۔ وکیل امرتسر لکھتا ہے "مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت سے ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کے زور سے بچ گئے۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا"۔ والفضل ما شهدت به الاعداء ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی سے کبھی نہیں دبتے تھے۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی نے بادشاہوں۔ خصوصاً غیر مسلم بادشاہوں کو دعوت اسلام دی ہے تو وہ صرف حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہی ہیں الذین یبلغون رسالات اللہ و یخشونہ ولا یخشون احداً الا اللہ وکفی باللہ حسیباً۔ وکیل لکھتا ہے "آئندہ امید نہیں ہے کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو"۔

پایونیر لکھتا ہے کہ پادری کو چیلنج دیا کہ آؤ مقابلہ کر لو۔ کہ اسلام سچا ہے یا عیسائیت نشانوں کے ذریعہ وہ پادری حیرت زدہ ہو گیا۔ اور لکھتا ہے کہ بہر حال قادیان کا نبی ایک ایسا انسان تھا جو ہمیشہ دنیا میں نہیں آیا کرتے۔

(۴) حسن و قبح کے امتیاز کے لیے ان کے پاس ایسی معتدل حس ہو جس کو کوئی قوت باطل نہ کر سکے۔

حسن و قبح کے معلوم کرنے میں حضرت صاحب کمال رکھتے تھے۔ چنانچہ وکیل یوں اقرار اسکا کرتا ہے۔

"فطرتی ذہانت مشق و مہارت اور مسلسل بحث و مباحثہ کی عادت نے مرزا صاحب میں ایک شان خاص پیدا کر دی تھی"۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذاہب غیر پر انکی نظر نہایت وسیع تھی وہ اپنی ان معلومات کا نہایت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے۔ تبلیغ و تلقین کا یہ ملکہ ان میں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا کسی مشرب و ملت کا ہو انکے برجستہ جواب سے ایکدفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑ جاتا تھا۔ ہندوستان مذاہب کا ایک عجائبات خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں انکی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ نہیں مل سکتی۔ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ تھا کہ میں اُن سب کے لیے حکم عدل ہوں لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی۔

اگر ان میں حسن و قبح کے امتیاز کی حس ہوتی تو کیسے اسلام کو جو کہ حسن ہے دیگر مذاہب پر غالب کر دیتے جو کہ قبیح ہیں۔

(۵) حقوق شناسی خالق و مخلوق کے مراتب کی اقتضیت میں کامل بصیرت رکھتے ہوں۔

یہ بات انکی اتنی کتابوں سے بالکل عیاں ہے عیاں راچہ بیاں۔ مذکورہ بالا آراء کو ایک بار پھر پڑھ جاؤ۔

(۶) غرضکہ ایسے اوصاف سے متصف ہوں جو ممکن سے ممکن انسانی وجود کے لیے قدرت نے تجویز کر دیئے ہیں۔ تاکہ کسی قسم کی زیادتی یا کمی شریعت میں نہ ہونے پائے۔

قدرت نے تمام وہ اوصاف حضرت اقدس کے وجود باوجود میں ودیعت کر دیے تھے جو کہ ممکن سے ممکن انسان کے وجود کے لیے قدرت تجویز کر سکتی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آجتک ایسا کامل انسان کوئی نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ احمدؐ۔ محمدؐ کا ظل کہلایا۔ کیونکہ محمد اصل ہے اور احمد اُسکا تابع اور غلام ہے۔ اسلیے محمد کا ظل ہے۔ علیہما الصلوٰۃ والسلام

پس آپکی حد اور تعریف کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب ان اشخاص میں داخل ہیں جنپر وحی اور الہام ہوا۔ ہاں یہ بات الگ ہے کہ آپ شریعت کیوں نہیں لائے۔ سو ہر رسول یا ہر نبی کے لیے کتاب اور شریعت کا لانا ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ وہ کسی گذشتہ تشریعی نبی کا تابع نہ ہو۔ واقعی ایک دو بے نظیر انسان ہے اگر دنیا میں چراغ لیکر بھی ڈھونڈھو گے تو اسکی مثال حضرت نبی کریم امتی عربی کے بعد تم کو کہیں نہیں ملیگی

(صوفی غلام محمد بی اے بی ٹی)

تضمین

از حضرت میرزا ناصر نواب صاحب

کہاں تک اب بڑھے گی پستی نفس
مٹاتا کیوں نہیں تو ہستی نفس
کریگی خوار چیرہ دستی نفس۔
اگر خواہی نجات از مستی نفس۔
بیا در ذیل مستان محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کی اشاعت

سوئزرلینڈ کی جینوا یونیورسٹی کے کے مشہور پروفیسر کا لکھا ہوا۔

ہمارے نزدیک اشاعت اسلام کے قوی اسباب وہی دو ہیں یعنی مسلمانوں کا اخلاص اور شدت اعتقاد، جوش مذہبی اور عربوں میں قومی و وطنی احساس کا پیدا ہونا یہی دو سبب ہیں جو ہمیشہ اسلام کی اشاعت میں کام کرتے ہیں۔

آج کل بیسویں صدی میں اسلام کی اشاعت کے وجوہ مختلف ہیں۔ یعنی مذہبی۔ سیاسی۔ اقتصادی۔ معاشرتی۔

مذہبی اسباب پر جب ہم غور کرتے ہیں تو سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جسطرح مسیحی مذہب میں مشنریوں کی کوشش سے مسیحیت کی اشاعت ہوتی ہے۔ کیا اسلام میں بھی اس قسم کا کوئی طریقہ موجود ہے جو اشاعت اسلام کا سبب ہو۔ اسکی جواب ہاں اور نہیں دونوں ہیں۔

افریقہ میں مسلمانوں کا ایک گروہ موجود ہے جو صحیح اور حقیقی طریقہ سے اسلامی مشنری کی خدمت کو انجام دیتا ہے۔ اس نے چند ایسے طریق اختیار کئے ہیں جنکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مذہب اسلام کی اشاعت ہو۔ علاوہ بریں اسلام خود بخود افریقہ میں پھیل رہا ہے۔ کیونکہ بت پرست ممالک میں ہر مسلمان کا وجود بجائے خود داعی الی الاسلام ہے۔ اسلام کی خصوصیات میں یہ ہے کہ انسان کے عقائد پر چھا جاتا ہے۔ اس کے دل اور جسم دونوں پر قابض ہو جاتا ہے۔ نیز حمیت، غیرت اور جوش بھی پیرو ہی اسلام کا وصف خاص ہے تاجران اسلام جو قافلہ در قافلہ افریقہ کے طول عرض میں آتے جاتے ہیں۔ وہ بھی اشاعت اسلام میں مستحکم ذرائع ہیں۔ مبلغین اسلام (مسلمان مشنری) جو اپنے جوش و حمیت میں مشہور و معروف ہیں وہ قبائل اور ممالک کے مناسب حال اشاعت اسلام کی مختلف تدابیر اختیار کرتے ہیں جن میں تفصیلی اور معاشرتی تدابیر زیادہ حصہ ہوتا ہے +

افریقہ کے بعض مقامات میں مشنریوں نے بہت سے گاؤں آباد کیے ہیں جہاں نومسلم بستے ہیں۔ مسلمان مشنری افریقہ میں قحط سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جیسا کہ زنگبار کے ساحل پر وانگیا میں واقعہ گذرا ایسے موقع پر وہ مذہب اسلام کو نیکی اور احسان کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ اکثر یہ واقعہ بھی گذرا کہ مسلمان مشنریوں نے غلاموں کو آزاد کرایا تاکہ وہ اُن کے نکل کر جہاں جائیں اسلام پھیلائیں جیسا کہ مقام وادائی میں ہوا کہ غلاموں کا ایک گروہ جو اصل میں وادائی کا تھا دارالسلم الغرب اور مصر کے حدود میں گاؤں والے انکو لوٹا کرتے تھے۔ محمد بن علی سنوسی نے انکو خرید لیا اور اپنی خانقاہ میں انکو اسلام کی ضروری تعلیم دیکر اُن کو آزاد کر دیا۔ اور جب سنوسی کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ اشاعت اسلام کی خدمت باحسن وجوہ ادا کر سکتے ہیں تو اُن کو اپنے وطن اصلی میں واپس کر دیا تاکہ وہ مذہب اسلام کی وہاں اشاعت کریں +

(۲)

مدارس بھی اسلام کی اشاعت کے مستحکم وسائل ہیں مسلمان جب کسی سرزمین میں اقامت کرتے ہیں تو سب سے پہلے وہ اپنی عبادتگاہ تعمیر کرتے ہیں جس کے پہلو میں ایک بچوں کا مکتب بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افریقہ میں بت پرست زنگیوں کے ملک میں مسلمانوں کے بچے اور بچوں سے بہتر حالت میں ہیں جس کو دیکھکر وہاں کے دیسی باشندوں کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ان مکاتب میں بھیجیں +

عورتوں کے ذریعہ سے بھی اشاعت اسلام ہوتی ہے۔ قبائل بحر جو دیائے نیل سے لیکر ملک حبش (ابی سینیا) کے شمالی سطح کے بالائی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اُن میں عورتیں قدرتاً مردوں سے زیادہ عاقل اور تیز فہم ہوتی ہیں۔ سنوسی مسلمان مشنری ان اطراف میں اشاعت اسلام کے لیے عورتوں ہی کو پسند کرتے ہیں اور اُن کو تعلیم دیتے ہیں اور اُن سے اشاعت اسلام کا کام لیتے ہیں حالانکہ اغلباً اسلامی ممالک میں عورتوں کی تعلیم کم رائج ہے۔ یہ طریقہ مسلمان مشنریوں نو میں اختیار کیا ہے جہاں زنگی عورتوں کو تعلیم دے کر اُن سے اشاعت اسلام کی خدمت لیتے ہیں۔ اسلام کی اشاعت مناکحت اور ازدواج کے ذریعہ سے بھی ہوتی ہے مسلمان نہایت آسانی سے اپنی غیر قوم مثلاً افریقی یا چینی قوم کی لڑکیوں سے بیاہ کر لیتا ہے۔ حالانکہ خود اپنی لڑکی غیر مسلمان قوم میں کبھی نہیں بیاہتا +

اسلام کی اشاعت بت پرست اقوام کی اولاد کی خریداری سے بھی ہوتی ہے جن کو مسلمان خرید کر مذہب اسلام کے موافق اُنکی تعلیم و تربیت کرتے ہیں۔ جیسا کہ چین میں مشاہدہ ہوا کہ پرجوش مسلمانوں نے شانک تونگ کے ہیبت ناک قحط کے زمانہ میں دس ہزار بچوں کو خرید لیا۔ اسلامی تعلیم و تربیت نے جوان ہو کر ان بچوں کو مسلمان گھرانوں کا بنا دیا +

(۳)

بظاہر آجکل اشاعت اسلام کے عام ملکی سیاسی وجوہ ناپید ہیں۔ لیکن مقامی سیاسی اسباب بھی موجود ہیں جس کی علت یہ ہے کہ اسلام طبعاً اپنے پیروں کو خود دار بھی تعلیم دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمان جو اکثر مسافرانہ وارد ہوتے ہیں اور کثیر التعداد ہوتے ہیں اُنکو افریقہ کے قبائل پر اقتدار حاصل ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ کسی غیر خود دارانہ حالت کو نہیں قبول کرتے ہیں اور یہ اس امر پر دلیل ہے کہ اسلام بحیثیت مذہب۔ اور بحیثیت تمدن درجۂ اعلیٰ ہے۔

گزشتہ واقعات اور تعداد مردم شماری اور تفصیل اسباب اشاعت اسلام کا اجمالی نتیجہ یہ ہے کہ اس مذہب میں اشاعت اور ترقی کی قوت موجود ہے اور دیگر مذاہب میں اسکو ایک بشدید حاصل ہے۔ اسلام سے ارتداد کی مثالیں شاذ و نادر ہیں اور بعید نہیں کہ آئندہ اسلام کی تاریخ اشاعت میں ایسے واقعات پیدا ہوں۔ جنکی وجہ سے اسکو غیر معمولی اور فوق العادت اشاعت و ترقی حاصل ہو۔ اور کرۂ عالم بعض اطراف میں یہ ناگہانی حملہ آور ہو۔ بہر حال ظاہری حالت آئندہ جو کچھ ہوں۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ اسلام کا سیلاب ترقی مذہبی حیثیت سے روز بروز اور زیادہ طوفان خیز ہوگا۔ اور اسکی رو آئندہ دور دراز ممالک میں پھیلتی جائے گی۔

تاریخ میں مذکور ہے کہ عقبہ بن نافع ایک اسلامی سپہ سالار جب اپنی فوج کے ساتھ سنہ ۶۲ ہجری مطابق ۶۸۱ء میں مغرب اقصیٰ کو فتح کر کے ملک مراکو سے آگے بڑھا۔ اور بحر ظلمات (اٹلانٹک) کے ساحل پر پہنچا۔ تو جوش میں اس نے اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا اور جب سمندر کی موجیں گھوڑے کے سینے تک پہنچیں تو افسوس اور حسرت کے لہجہ میں اس بہادر اسلامی سپہ سالار کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ کہ "خدایا کہ اگر سمندر کی لہریں میرے گھوڑے کی رفتار کو سست نہ کر دیتیں تو میں سمندر کے اس پار اسی طرح دور دراز ممالک میں تیرے نام کی تقدیس کرتا ہوا چلا جاتا"۔ آج یہ بہادر سپہ سالار زندہ ہوتا تو وہ دیکھتا کہ اسلام اس کے ارادہ اور حوصلہ سے زیادہ دنیا کو فتح کر چکا ہے۔ اور وہ اس تاریک سمندر کو طے کر کے محمد (صلعم) کا پیغام تمام دنیا میں پہنچا چکا ہے

وہ ایک احمدی بھائی تھا

میں باشندہ ضلع جہلم کا ہوں۔ تین سال سے یہاں ضلع لائلپور میں ملازمت کر رہا ہوں۔ میں یہاں سے کہ مجبوری کام کے لیے استعفا دیکر ضلع سرگودھا میں تلاش معاش میں سرگرداں کر رہا۔ ایک شام ہنڈیالی ضلع سرگودھا سے میں گاڑی پر سوار ہونے لگا۔ ٹکٹ خرید چکا تھا میرے پاس پانچ روپیہ کا نوٹ رومال میں بندھا ہوا تھا اور آٹھ آنے جیب میں باقی تھے۔ رومال جیب سے تقدیر اگر پڑا جو کہ ایک غریب سے آدمی کو مل گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے پوچھا کہ آپ حیران کیوں پھرتے ہیں۔ میں نے صاف صاف بیان کر دیا کہ ایک میرا رومال گم ہو گیا ہے جس میں پانچ روپیہ کا نوٹ تھا اور اس کے علاوہ میرے پاس بجز آٹھ آنہ کے نہیں ہے۔ اس شخص نے بعینہٖ رومال میرے ہاتھ میں دیدیا۔ میں حیران تھا کہ عجب باخدا آدمی ہے ورنہ بھلا اس زمانہ میں کون دینے والا ہے۔ اتنے میں میرے منہ سے یہ شعر حضرت اقدس کا نکل گیا ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

یہ سنکر وہ شخص بڑا ہی خوش ہوا اور کہا کہ آپ احمدی ہیں میں نے کہا کہ جی ہاں۔ اس نے مجھے گلے لگا لیا وہ ایک احمدی بھائی تھا۔

محمد عیسیٰ مدرس چک ۲۶۹ (لائلپور)

انگلستان میں نومسلم

حضرت مکرم مفتی صاحب کی تبلیغ سے ایک معزز لیڈی بنام الینر اگابل مشرف باسلام ہوئی۔ اسلامی نام آمنہ رکھا گیا۔ گذشتہ اتوار کو مفتی صاحب کا لیکچر ایمان و کفر پر ہوا ہندوستان سے نئے مبلغین کی آمد کی خبر کا اثر بہت اچھا ہو رہا ہے۔ عیسائی پادری صاحبان اس مشن کی ترقی دیکھکر گھبراتے ہیں۔ مگر ہماری کامیابی اللہ تعالیٰ کی امداد اور حفاظت سے ہو رہی ہے نصر من اللہ و فتح قریب انشاء اللہ تعالیٰ۔ کام دن بدن بڑھ رہا ہے ۱۴ مئی ۱۹ء پروفیسر عبدالحی عرب مولوی فاضل ۱۴ اسٹریٹ لنڈن

گذشتہ اتوار کو مفتی صاحب کا لیکچر ایمان و کفر پر ہوا ہندوستان سے نئے مبلغین کی آمد کی خبر کا اثر بہت اچھا ہو رہا ہے۔ عیسائی پادری صاحبان اس مشن کی ترقی دیکھکر گھبراتے ہیں۔ مگر ہماری کامیابی اللہ تعالیٰ کی امداد اور حفاظت سے ہو رہی ہے نصر من اللہ و فتح قریب انشاء اللہ تعالیٰ۔ کام دن بدن بڑھ رہا ہے ۱۴ مئی ۱۹ء پروفیسر عبدالحی عرب مولوی فاضل ۱۴ اسٹریٹ لنڈن

مکرم آنکہ مذکورہ بالا درخواست بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ بھیجدی گئی ہے۔

دوستی کے مختلف پہلو

(۱)

سچا دوست دوسری زندگی اور دوسری آنکھیں ہے
سچا دوست ایک ہتھیار ہے۔ مدد ہے۔ پھول ہے۔ اور ستارۂ سعد ہے۔
سچا دوست بیماری کی شفا ہے۔
اگر دوست موجود ہو تو اس کی برابر کوئی نعمت نہیں اگر نہ موجود ہو تو کوئی شئی اسکے قائم مقام نہیں بن سکتی۔
دوست کا دیدار روح زندگانی ہے اور اسکی جدائی گویا موت۔
زمانہ کی تلخیاں صادق دوستوں کے بغیر مبدل بہ حلاوت نہیں ہو سکتیں۔
دوست کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح خوشگوار پانی کی۔
کسی نے خوب کہا ہے:۔ "اگر کسی کا دوست موجود ہے تو اس نے کچھ نقصان نہیں اٹھایا۔ کیونکہ ہر ایک برائی کی اصلاح دوست کر دے گا۔ سچ یہ ہے کہ دنیا جب ہی دنیا ہے کہ آباد ہو۔ اور آدمی جب ہی آدمی ہے کہ اسکے دوست ہوں۔

(۲)

دوستی کی صفت اور تہذیب یہ ہے کہ اگر دوست غائب ہو تو اسکو بھولا نہ جائے اور موجود ہو تو اس کی کسی بات سے رنجیدہ نہ ہونا چاہیے جو اچھے لوگ ہیں وہ جہاں دوست بن گئے اور کوئی لالچ اور کوئی خوف انمیں دوئی نہیں ڈال سکتا۔

(۳)

مجھکو ایسے انسان سے معاف کرو جو میرے ناراض ہونے سے مجھ سے برا مان جائے اور میرے برگشتہ ہونے سے مجھے چھوڑ دے۔ میں تو ایسے دوست کا ساتھ چاہتا ہوں کہ چاہے میں اس سے ناراض ہوں مگر اس کا دل صاف ہی رہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر الیوقاسم علی نے فاروق منزل سے شائع کیا)